مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۷ ماہ ظہور سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج چھ بجے شام بذریعہ فون دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

قادیان ۷ ماہ ظہور۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بخار اور سر درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

مکرم خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب تا حال بعارضہ فالج علیل ہیں۔ گو مرض میں نسبتاً افاقہ ہے۔ لیکن بعض اوقات اس افاقہ میں کمی ہو جاتی ہے۔ احباب صحت کے لئے التزاماً دعا فرماتے رہیں ؛

جلد ۳۴ | ۸ ماہ ظہور ۱۳۲۵ ھش | ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۶۵ ھ | ۸ اگست ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۸۴

خطبہ جمعہ

پنشن یافتہ احباب اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے پیش کریں

تبلیغ کے کام کو جاری رکھنے کیلئے تحریک جدید کے دفتر دوم کو پوری طرح مضبوط کرنا لازمی ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۹ جولائی ۱۹۴۶ء

(مرتبہ:۔ مولوی عبد العزیز صاحب مولوی فاضل)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

چونکہ چند دنوں کے بعد رمضان آنے والا ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں یہ جمعہ قادیان پڑھاؤں۔ کیونکہ

رمضان کے ایّام میں

بلا کسی اہم سبب کے سفر پسندیدہ نہیں میں نے بار بار جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ جماعت کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے لحاظ سے قسم قسم کی

قربانیوں کی ضرورت

ہے۔ آدمیوں کی بھی ضرورت ہے۔ روپے کی بھی ضرورت ہے۔ عقل و خرد اور تعاون کی بھی ضرورت ہے۔ جب تک نئے نئے کام کرنے والے نہ ملیں۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ جب تک روپیہ نہ ملے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ جب تک لوگ زندگیاں وقف نہ کریں۔ اور کام کرنے والے ہمارے ساتھ کاموں میں پورا پورا تعاون نہ کریں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب تک ساری جماعت ہماری

پوری پوری مدد

کو تیار نہیں ہوتی۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ جہاں تک آدمیوں کا سوال ہے۔ ہمیں خدا کے فضل سے بہت سے آدمی ملے ہیں۔ اور ملتے جا رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہماری ضرورتیں پوری نہیں ہو رہیں۔ بعض خاص قسم کے کاموں کے لئے خاص قسم کے آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں نے گذشتہ سالوں میں یہ تحریک کی تھی۔ کہ

گورنمنٹ کی ملازمت سے فارغ ہونے والے

بجائے اس کے گھروں میں بیٹھ رہیں۔ اگر چند سال سلسلہ کی خدمت کریں۔ تو سلسلہ کی کئی اہم ضرورتیں ان کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہیں۔ بعض کام ایسے ہیں جو نوجوانوں کے ہی سپرد کئے جا سکتے ہیں۔ اور بعض کام ایسے ہیں جو بوڑھوں کے سپرد کئے جا سکتے ہیں۔ بوڑھوں کی جگہ نوجوان نہیں لے سکتے۔ اور نوجوانوں کی جگہ بوڑھے نہیں لے سکتے۔ جہاں بھاگ دوڑ اور نئے نئے خیالات اور نئی نئی امنگوں کا سوال ہے نوجوان ہی مفید ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ بوڑھے ایک

خاص خیال اور خاص نظریہ

پر پختہ ہو جاتے ہیں۔ اور نئے نئے خیال ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہوتے۔ لیکن نوجوان جہاں کام کے میدان میں چست و چالاک ہوتے ہیں۔ وہاں غور و فکر اور مناسب سختی و نرمی کے میدان میں بوڑھوں کے مقابل پر کمزور ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس میدان میں تجربہ کی ضرورت ہے۔ اور بوڑھے ہی تجربہ کار ہوتے ہیں۔ نوجوان ہر ناپسندیدہ چیز کو مٹانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ہر ناپسندیدہ چیز کا مٹانا مناسب نہیں ہوتا اور ہو سکتا ہے کہ جن چیزوں کو وہ مٹانا چاہتا ہے۔ وہ حقیقت میں ناپسندیدہ نہ ہوں۔ بلکہ صرف اس کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہوں۔ لیکن اس کے مقابل پر ایک جذبہ نوجوانوں میں ایسا پایا جاتا ہے۔ جو بوڑھوں میں نہیں پایا جاتا۔ اور وہ یہ کہ وہ بے دریغ جان دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ بارہا دیکھا گیا ہے۔ کہ کئی نوجوانوں نے لغو سے لغو چیز کے لئے اپنی جان دے دی۔ حالانکہ ایسا کرنے میں محض ان کے ذاتی میلان اور رغبت کا دخل ہوتا ہے۔ اس سے درحقیقت فائدہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پس جوانی کا زمانہ بھی

نہائت اہم زمانہ

ہے۔ کہ انسان اس زمانہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے لیکن وہ اس عمر میں چیزوں کی ماہیت اور حقیقت سے پورے طور پر آگاہ نہیں ہوتا۔ ایک لمبی عمر کے تجربہ کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ ہو سکتا ہے کہ جن چیزوں کو میں بُرا سمجھتا ہوں۔ وہ حقیقت میں اچھی ہوں۔ اور جن کو میں اچھی سمجھتا ہوں۔ وہ درحقیقت بُری ہوں۔ اور جن چیزوں کو میں اپنے خیال میں اہمیت دیتا ہوں وہ لوگوں کے حالات اور ماحول کے مدنظر اس قابل ثابت نہ ہوں۔ کہ ان کو اس قدر اہمیت دی جائے۔ جس قوم نے دنیا کے سامنے مذہب کو پیش کرنا ہے۔ اس کے نزدیک اس کے دینی مطالب اور دینی مقاصد اور

دینی ضرورتیں

سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔

ایڈیٹر:۔ رحمت اللہ خان شاکر

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔

پس جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ ہمیں نوجوانوں کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ قربانی کے میدان میں ان کو بوڑھوں سے زیادہ اہمیت ہے۔ اور ہمیں بوڑھوں کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ تجربہ اور دانائی کے میدان میں بوڑھوں کو نوجوانوں سے زیادہ اہمیت ہے۔ ہمارے ہاں

قصہ مشہور ہے

کہ ایک بادشاہ کے بیٹے کی شادی تھی۔ اور بیٹی والوں کا خیال تھا۔ کہ یہ رشتہ نہ کیا جائے۔ لیکن صفائی سے انکار بھی نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ بدنامی سے ڈرتے تھے۔ بادشاہ نے وزراء سے مشورہ طلب کیا کہ کیا کیا جائے۔ کوئی ایسی صورت بتاؤ کہ رشتہ بھی نہ ہو۔ اور ہم بدنامی سے بھی بچ جائیں۔ انہوں نے بادشاہ کو مشورہ دیا۔ کہ وقت مقرر کرتے وقت آپ یہ بات پیش کریں۔ کہ ہمارے ہاں بعض رسم و رواج ہیں۔ ان کی پابندی آپ پر لازمی ہوگی۔ ان رسوم میں سے ایک رسم یہ ہے۔ کہ برات میں جتنے لوگ آئیں وہ سب کے سب نوجوان ہوں۔ اور ان میں کوئی ایک بھی بوڑھا نہ ہو۔ اُن کا مطلب یہ تھا۔ کہ نوجوانوں کے سامنے ہم کوئی رسم بطور امتحان پیش کر دیں گے۔ نوجوانوں میں

سوچ بچار کا مادہ کم

ہوتا ہے۔ وہ اس کو حل نہیں کر سکیں گے۔ اور جوش میں آجائیں گے۔ ہم کہیں گے۔ کہ ہماری ہتک ہو گئی۔ ہم شادی کے لئے تیار نہیں۔ دوسرے بادشاہ کو جس کے لڑکے کی شادی تھی۔ جب یہ بات پہنچائی گئی۔ کہ برات میں سب کے سب نوجوان آئیں۔ کوئی بوڑھا نہ آئے۔ تو وہ فوراً اس بات پر رضامند ہو گیا۔ اور اس نے کہا اچھا ہے۔ کہ نوجوان ہی خوش خوش ہنستے کھیلتے جائیں۔ اور ہم ان پر بوجھ نہ بنیں۔ اور ان کی خوشی میں خلل انداز نہ ہوں۔

بادشاہ کے بوڑھے وزیر

نے شہزادے سے کہا۔ شہزادے تمہارے باپ نے تو یہ شرط مان لی ہے۔ کہ برات میں کوئی بوڑھا نہ آئے۔ لیکن مجھے اس کی تہ میں کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے۔ جس طرح ہو۔ مجھے ساتھ لے چلو۔ شہزادے نے کہا جب یہ عہد ہو چکا ہے۔ کہ برات میں کوئی بوڑھا نہیں آئے گا۔ تو میں آپ کو کس طرح ساتھ لے جا سکتا ہوں۔ وزیر نے کہا کہ مجھے ایک صندوق میں بند کر لو۔ اور اپنے ساتھ لے چلو۔ تمہارے ساتھ میرا جانا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارے خسر نے ضرور کوئی چالاکی کی ہے۔ لہٰذا کسی

تجربہ کار بڈھے کا ساتھ

ہونا ضروری ہے۔ جب بڈھے وزیر نے بہت اصرار کیا۔ تو شہزادہ مان گیا۔ اور ایک صندوق لے کر اس کے پہلو میں شگاف کئے۔ تاکہ وہ سانس لے سکے۔ اور اسے اس صندوق میں بند کر کے اپنے ساتھ لے لیا۔ جب برات وہاں پہنچی۔ تو اس صندوق کو بھی سامان کے ساتھ ہی رکھ دیا گیا۔ جب برات پہنچی۔ تو لڑکی والوں نے برات والوں کے سامنے یہ شرط پیش کی۔ کہ ہم شادی تب کریں گے کہ جب ہر ایک براتی ایک ایک بکرا کھائے۔ اس بات سے سب براتی گھبرا گئے۔ کہ فی براتی ایک ایک بکرا کھانا بالکل

ناممکن بات

ہے اور ہم یہ شرط پوری نہیں کر سکیں گے انہوں نے لڑکی والوں کی بہت منت سماجت کی۔ کہ یہ شرط نہ لگائی جائے۔ لیکن وہ نہ مانے اور کہا۔ کہ یہ تو ہمارے رواج کے خلاف ہے۔ آخر شہزادے کو بڈھا وزیر یاد آیا۔ کہ اس سے اس کا حل پوچھنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ گیا۔ اور صندوق کھول کر بڈھے وزیر سے کہا۔ کہ اب تمہاری ضرورت پیش آئی ہے۔ لڑکی والوں نے یہ شرط پیش کی ہے۔ کہ فی براتی ایک ایک بکرا کھاؤ۔ وزیر نے کہا کہ ان سے کہہ دو۔ کہ ہاں ہم کھائیں گے۔ مگر پھر شرطیں بڑھاتے نہ جانا۔ شہزادہ نے اپنے سسرال کو یہ پیغام دیا۔ جب ادھر سے منظوری ہو گئی۔ کہ اور شرطیں نہ ہونگی۔ تو اس نے منظور کر لیا۔ اور بوڑھے وزیر سے پوچھا کہ اب کیا کریں۔ وزیر نے کہا ان سے کہو کہ ایک ایک بکرا باری باری لاتے جائیں۔ کیونکہ ہمارے ہاں رواج اکٹھے کھانے کا ہے۔

دو ہزار براتی میں ایک بکرا

بھلا کتنی دیر ٹھہر سکتا ہے۔ ایک ایک تکہ اٹھاتے تو بکرا غائب۔ اور پھر دو ہزار بکرا ذبح کرنے اور بھوننے میں بھی چوبیس گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ اتنی دیر میں پہلا کھایا ہؤا ہضم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ براتیوں نے اس شرط کو پورا کر دیا۔ اور اس بوڑھے وزیر کو دعائیں دیتے ہوئے کامیابی کے ساتھ واپس لوٹے۔ یہ واقعہ کے لحاظ سے محض ایک کہانی ہے۔ مگر

سبق کے لحاظ سے

ایک مفید حکمت پر مشتمل ہے۔ پس ہر قوم میں نوجوانوں کی بھی ضرورت ہے۔ اور بوڑھوں کی بھی ضرورت ہے۔ کیوں نہ خدا تعالےٰ نے سارے آدمی نوجوان ہی بنا دیئے۔ کیوں نہ خدا تعالےٰ نے سارے انسان بوڑھے ہی بنا دیئے۔ کیوں نہ خدا تعالےٰ نے سارے انسان بچے ہی بنا دیئے۔ کیوں نہ خدا تعالےٰ نے سب انسان مرد ہی بنا دیئے۔ کیوں نہ خدا تعالےٰ نے سب انسان عورتیں ہی بنا دیں۔ آخر اسکی کوئی تو وجہ ہے

اس کی وجہ یہ ہے

کہ جو خصوصیت بچے میں ہے۔ وہ نوجوان اور بوڑھے میں نہیں۔ جو خصوصیت نوجوان میں ہے۔ وہ بچے اور بوڑھے میں نہیں۔ اور جو خصوصیت بوڑھے میں ہے۔ وہ بچے اور نوجوانوں میں نہیں۔ بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے مُنہ سے نرالی باتیں ایسی نکلتی ہیں۔ جو بڑے بڑے عقلمندوں کے اندر سے نہیں نکلتیں۔ بڑے آدمیوں کی حالت اس چشمہ کے مشابہ ہے۔ جو سو یا دو سو میل پر جا کر اپنا رستہ اختیار کرتا ہے۔ لیکن دہانہ پر اسکی حالت اور ہوتی ہے۔ بیسیوں باتیں ایسی ہیں۔ جو بچوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور جوانوں اور بوڑھوں میں نہیں پائی جاتیں۔ بیسیوں باتیں ایسی ہیں۔ جو جوانوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور بچوں اور بوڑھوں میں نہیں پائی جاتیں۔ بیسیوں باتیں ایسی ہیں جو بوڑھوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور بچوں اور جوانوں میں نہیں پائی جاتیں۔ بیسیوں باتیں ایسی ہیں۔ جو عورتوں میں پائی جاتی ہیں اور مردوں میں نہیں پائی جاتیں۔ انسانیت کے چمن کو ان چھ قسم کے پھولوں سے خوشنمائی حاصل ہوتی ہے۔ یعنی مردوں میں سے کچھ بچے ہوں۔ کچھ جوان ہوں کچھ بوڑھے ہوں۔ اسی طرح عورتوں میں سے کچھ بچیاں ہوں۔ کچھ جوان لڑکیاں ہوں۔ اور کچھ بوڑھی عورتیں ہوں۔ یہ چھ پھول ہیں۔ جن سے

دنیا کے چمن کی رونق

وابستہ ہے۔ بچہ فطرت کے ماتحت بولتا ہے۔ اور بیسیوں باتوں میں بڑے آدمیوں کو سبق دیتا ہے۔ بڑے آدمی اس بات کے عادی ہوتے ہیں۔ کہ وہ ہر بات سوچ سمجھ کر کریں لیکن بچہ سیدھی سادی بات کر دیتا ہے۔ اور وہ تصنع سے پاک ہوتی ہے۔ اس لئے بچے کی زندگی سے

انسان کو کئی سبق

حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ بچے کی فطرت بولتی ہے۔ لیکن یہ چیز اس عمدگی سے بڑے آدمیوں کے اندر نہیں ملتی۔ سوائے کسی حقیقی متقی اور پرہیزگار کے۔ اور ایسے لوگ سو میں سے ایک یا ہزار میں سے ایک ہو سکتے ہیں۔ ہندو۔ عیسائی اور مسلمان سب کے بچے فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتے اور فطرت صحیحہ پر رہتے ہیں۔ جب تک کہ ماں باپ ان کو خراب نہیں کرتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کل ولد یولد علی فطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

فطرت کی یہ خاصیت

ہے کہ وہ ایک خدا پر ایمان رکھے۔ سیدھی سادی بات کرے اور تصنع اور بناوٹ سے کام نہ لے۔ جھوٹ اور فریب سے بچے۔ ظلم اور حق تلفی کو بُرا سمجھے۔ لیکن یہ بات ماں باپ کی تربیت اور ماحول کے اثرات کے نتیجہ میں قائم نہیں رہتی۔ باوجود اس کے کہ بچہ اپنی بچپن کی عمر کے لحاظ سے کمزور اور بے وقوف ہوتا ہے۔ اور جوان آدمی طاقت کے لحاظ سے اور بوڑھا آدمی تجربہ کے لحاظ سے اس سے زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن جو

فطرت کی صفائی

بچے میں پائی جاتی ہے۔ وہ نہ نوجوان میں پائی جاتی ہے۔ اور نہ ہی بوڑھے میں پائی جاتی ہے۔ ایک بڈھا آدمی باوجود اپنے لمبے تجربہ کے اپنا سر ایک پتھر کے سامنے جھکا دیتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین بچپن سے لے کر اس کی جوانی تک یہ خیالات اس کے دماغ میں داخل کرتے رہتے ہیں: کہ پتھر ہم کو نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ ذرا عقل سے کام لے۔ تو وہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس پتھر کو ایک بٹہ مار کر توڑا جا سکتا ہے۔ اور اس میں اتنی بھی طاقت نہیں۔ جتنی ایک بلی میں یا ایک چوہے میں یا ایک مچھر میں ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی بھاگ کر اپنی جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اس پتھر میں تو اتنی طاقت بھی نہیں۔ کہ وہ اپنے اوپر سے مچھر کو اڑا سکے۔ لیکن ایک بڈھا آتا ہے اور اس پتھر کے سامنے اپنا سر جھکا دیتا لیکن اس کا بچہ اپنے باپ کی اس حرکت کو دیکھ کر ہنس پڑتا ہے کہ اس پتھر میں بھی کوئی طاقت ہے۔ کہ اسے اس پتھر کے سامنے سر جھکانے کی ضرورت پیش آئی۔ بچہ اس بُت کو اس نگاہ سے دیکھتا ہے کہ یہ

اچھا خوبصورت بنا ہوا بُت

ہے۔ اس کا ناک اچھا ہے۔ اس کی نظر بُت کی صناعی پر پڑتی ہے۔ لیکن اسے یہ خیال نہیں آتا۔ کہ یہ بُت مجھے کچھ دے دیگا۔ یا مجھ سے کچھ لے لیگا۔ اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ حضرت ابراہیم کے چچا کی بتوں کی دوکان تھی۔ اور ان کے چچا کے نوجوان بیٹے دوکان پر کام کرتے تھے۔ آپ کے چچا نے آپ کو بھی دوکان کا کام سکھانے کے لئے ان کے ساتھ بٹھا دیا ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام دوکان پر بیٹھے تھے کہ ایک

نوے پچانوے سال کا بڈھا

سفید لمبی ڈاڑھی۔ بُت خریدنے کے لئے آیا۔ جو بُت اسے پسند آیا۔ اس نے اس بُت کے سامنے ماتھا رکھ دیا۔ اور اس کے سامنے ہاتھ جوڑے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے اس طرح کرتے دیکھ کر قہقہہ مارا۔ اور اس بڈھے کو کہا کہ کل ایک نوجوان سنگتراش یہ بُت دے کر گیا ہے۔ اور تم اتنے بڈھے ہو کر اس بُت کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہو۔ لیکن جہاں بچہ فطرت سے بولتا ہے۔ وہاں بچے میں

ایک پہلو نادانی کا بھی

ہوتا ہے۔ وہ بعض دفعہ رونا شروع کر دیتا ہے۔ اور اپنی ماں یا ابا سے کہتا ہے کہ مجھے انگور لا دو۔ یا مجھے انار لا دو۔ اور وہ یہ بھی نہیں جانتا۔ کہ ان چیزوں کا موسم بھی ہے یا نہیں یا ایسی ضد کرنی شروع کر دیتا ہے۔ کہ جو ماں باپ کی طاقت سے بھی باہر ہوتی ہے۔ مجھے گھوڑا لے دو۔ اور وہ نہیں جانتا۔ کہ میری ماں کی اتنی حیثیت ہے یا نہیں اور وہ کس طرح اور کتنی تنگی کے ساتھ گزارا کر رہی ہے۔ پس جہاں بچے میں یہ خوبی ہے۔ کہ وہ فطرتی باتوں کا اظہار کرتا ہے۔ وہاں اس میں یہ نقص بھی ہے۔ کہ اس میں جہالت اور حماقت بھی پائی جاتی ہے۔ بچے کی فطرت کی صفائی

قابل قدر چیز

ہے۔ لیکن اگر اس کی نادانی اور حماقت کی باتوں پر عمل کیا جائے۔ تو ایک دن میں دنیا کا بیڑا غرق ہو جائے۔ بچپن کے بعد جوانی آتی ہے۔ انسان کے اندر نئی نئی خواہشات اور نئی نئی امنگیں موجزن ہوتی ہیں۔ اور عقل ابھی کامل طور پر رسم و رواج کی غلام نہیں بنی ہوتی۔ جسم میں قوت ہوتی ہے۔ اس لئے جوان آدمی قربانیوں کے لئے جلدی آمادہ ہو جاتا ہے۔ ابھی بیوی بچے نہیں ہوتے کہ ذمہ داریوں کی وجہ سے دل ڈرتا ہو۔ جب اسے کہا جائے۔ کہ قوم کو اس کی جوانی کی ضرورت ہے۔ تو وہ بے دریغ جس راہ کی طرف اسے اشارہ کیا جائے۔ اس پر چل پڑتا ہے۔ خواہ اس راہ میں جان کا خطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اسے کہا جائے کہ تم فوج میں داخل ہو جاؤ۔ تو وہ بلا خطر فوج میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور اپنی بہادری کے کرشمے دکھاتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں مارا گیا۔ تو میرے پیچھے کونسے بیوی بچے ہیں۔ جن کی پرورش نہیں ہو سکے گی۔ چونکہ یہ زمانہ

نئی نئی امنگوں اور نئی نئی آرزوں

کا ہوتا ہے۔ اس لئے کئی شیطنت کے کام بھی ذہن میں آتے ہیں۔ اس لئے بعض دفعہ غلط راستہ بھی اختیار کر لیتا ہے۔ کیونکہ ابھی اس کے اندر دور اندیشی کا مادہ نہیں ہوتا۔ لیکن بڑھاپے میں قربانی کا وہ جوش قائم نہیں رہتا۔ کیونکہ بوڑھا انسان دیکھتا ہے۔ کہ میرے بیوی بچے ہیں ان کی پرورش کون کرے گا۔ بچوں کی پڑھائی کا انتظام کون کرے گا پس بڑھاپے میں وہ دلیری قائم نہیں رہتی۔ جو جوانی میں انسان میں ہوتی ہے الا ماشاء اللہ

حقیقی اور سچے مومن

کے لئے تو باوجود بڑھاپے کے تینوں زمانے موجود ہوتے ہیں۔ اس میں بچپن کی فطرت کی صفائی بھی موجود ہوتی ہے۔ اور جوانی کی قربانی کا جوش بھی موجود ہوتا ہے۔ اور بڑھاپے کا تجربہ بھی اسکو حاصل ہوتا ہے۔ اس کے تینوں زمانے قائم ہوتے ہیں۔ لیکن عام طور پر لوگ جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو واقعہ میں بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ جوان ہوتے ہیں تو واقعہ میں ان میں جوانی ہی کے اثرات موجود ہوتے ہیں۔ بے شک

استثنائی مثالیں

اسکے خلاف پائی جا سکتی ہیں۔ لیکن استثناء قانون کو باطل نہیں کرتا۔ قانون یہی ہے۔ جو بوڑھے ہیں وہ بوڑھے ہیں۔ جو جوان ہیں وہ جوان ہیں۔ اور جو بچے ہیں وہ بچے ہیں۔ بڑھاپے میں قوت عملیہ کمزور ہو جاتی ہے۔ اور جسمانی قوے مضمحل ہو جاتے ہیں۔ اسلئے انسان ایسی قربانیاں نہیں کر سکتا۔ جیسی قربانیاں کہ جوان کر سکتے ہیں۔ کہ وہ وطن سے دور چلا جائے یا فاقہ برداشت کر سکے۔ لیکن جوان آدمی میں ان باتوں کی برداشت کی قوت موجود ہوتی ہے اور اسکی قوت عملیہ مضبوط ہوتی ہے۔ اور جسمانی اعضا میں طاقت اور توانائی ہوتی ہے۔ لیکن اسکے ساتھ اس میں لڑنے بھڑنے کا جوش زیادہ ہوتا ہے۔ اور معمولی معمولی باتوں پر لڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ بوڑھا آدمی سوچتا ہے۔ کہ میرے اس فعل کا نتیجہ کیا نکلیگا اور اسکے لمبے تجربہ کی وجہ سے اس کے شہوانی رجحانات کم ہو جاتے ہیں۔ اور برے جوش کم ہو جاتے ہیں۔ اور لڑنے بھڑنے کا جذبہ کم ہو جاتا ہے۔ اور تنظیم کا ہاتھ مضبوط ہو جاتا ہے۔ پس ہمیں

سب قسم کے آدمیوں کی ضرورت

ہے۔ ہمیں نوجوانوں کی بھی ضرورت ہے جو مختلف ممالک میں تبلیغ کے لئے اپنے وطنوں سے دور جائیں۔ اور سفر کی تکالیف کو برداشت کریں۔ اور ہمیں بوڑھوں کی بھی ضرورت ہے۔ جن کو ہم نگرانی کے کاموں پر لگا سکیں۔ پس میں آج پھر ان دوستوں کو تحریک کرتا ہوں جو پنشن حاصل کر چکے ہیں۔ کہ وہ آئیں۔ اور

خدمت دین کے لئے

اپنے آپ کو پیش کریں۔ میری کوئی تحریک اتنی ناکام نہیں رہی۔ جتنی یہ تحریک ناکام رہی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ بڑھاپے میں قوت عملیہ کم ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ یہ عذر پیش کر دیتے ہیں

آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب امریکہ کو روانگی

لنڈن ۷ر اگست۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس نے حسب ذیل تار بنام "الفضل" ارسال کیا ہے۔

جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب بذریعہ ہوائی جہاز امریکہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ احباب تمام مبلغین کو رمضان المبارک کی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ چوہدری عبد اللہ خان صاحب کا پیشتر ۱۶ر اگست کو تبدیل کیا جائے گا۔ احباب ان کے لئے بھی دعا فرمائیں ؎

کہ ہم اب کام کے قابل نہیں رہے۔ یا بعض یہ کہہ دیتے ہیں۔ ابھی ہم پر بہت سی ذمہ واریاں ہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ کسی جگہ دوبارہ عارضی ملازمت کر لیں۔ ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ ان کی تو چند سالوں کی قربانی ہے۔ لیکن

نوجوانوں میں سے سینکڑوں

ایسے ہیں۔ جنہوں نے اپنی ساری زندگیاں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے وقف کر دی ہیں۔ نوجوانوں کی کتنی لمبی قربانی ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ قربانی کی جتنی توفیق ہمارے نوجوانوں کو ملی ہے۔ ہمارے بوڑھوں کو وہ توفیق نہیں ملی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بوڑھوں کو ان کی دور اندیشیاں قربانی کی طرف قدم اٹھانے سے روکتی ہیں۔ نوجوانوں کو بے شک تم کوتہ اندیش کہہ لو۔ لیکن یہی کوتاہ اندیش قوموں کے رہبر اور رہنما بننے والے ہیں۔ ہمارے پاس نوجوان موجود ہیں۔ اور ہم ان سے کام لے رہے ہیں۔ لیکن ایک دن میں ہی ان کو ہم ناظر نہیں بنا سکتے۔ اور فوری طور پر ناظروں کا کام ان کے سپرد نہیں کر سکتے۔ مجھے افسوس ہے کہ صدر انجمن نے کبھی پہلے

ناظروں کے قائم مقام

پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بے شک ان کو ناظر مقرر کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ لیکن وہ نائب ناظر مقرر کرنے کی تجویزیں تو پیش کر سکتے تھے۔ جو کہ ناظروں کے ساتھ مل کر کام سیکھیں۔ اب سوال تو نائب ناظروں کا ہے۔ کہ وہ کیوں اب تک مقرر نہیں کئے۔ میں نے متواتر صدر انجمن کو توجہ دلائی۔ لیکن اس نے اسکی طرف بالکل توجہ نہیں دی۔ جب یہ عمارت گر جائیگی۔ تو پھر ان کو فکر لاحق ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ ہمیں تو ناظروں کے لئے نام تجویز کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ لیکن یہ جواب درست نہیں۔ یہ کہنا کہ فلاں کو ناظر بنا دیا جائے۔ یہ تو تقدم علی الخلیفہ ہے کیونکہ

ناظر مقرر کرنا

خلیفہ کا کام ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جس شخص کا نام پیش کیا گیا ہو۔ خلیفہ اسے رد کر دے۔ نظارت اسے کہہ سکتی ہے کہ ہم نے آپ کا نام پیش کر دیا تھا۔ لیکن خلیفہ نے منظور نہیں کیا۔ اس سے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے۔ کہ کسی نظارت کو ناظر کی آسامی کے لئے نام پیش کرنے کی اجازت نہیں۔ لیکن نظارت کے لئے کسی نئے عہدہ کا قیام یا نائب ناظر مقرر کرنے کی تجویز تو کسی صورت میں اس مناہی میں نہیں آتی۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ اس قسم کی تجاویز پر کیوں غور نہ کیا گیا اور کیوں نئے آدمی تیار نہ کئے گئے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ

انجمن کی بے توجہی کی وجہ سے

میں نے خود جو نائب ناظر واقفین زندگی سے ناظروں کو دیئے ہیں۔ ناظروں نے ان کو بھی کلرک بنا کر رکھ چھوڑا ہے۔ کسی شخص کو صرف نام دینے سے تو عقل نہیں آ جاتی۔ جب تک اس پر ذمہ واری نہ ڈالی جائے۔ اس وقت تک انسان کو پورا احساس نہیں ہوتا۔ پس اب ضرورت ہے کچھ تجربہ کار آدمیوں کی جو کہ

نائب ناظروں اور ناظروں کا کام

سنبھال سکیں۔ ایسے تمام لوگ جو کہ گورنمنٹ سروس میں ڈاکٹر۔ بیرسٹر۔ یا انجنیئر تھے۔ اور اب پنشن حاصل کر چکے ہیں۔ وہ ہمارے لئے بہت موزوں ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ ایک لمبا تجربہ رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ عام طور پر پچپن سال کی عمر میں فارغ کر دیتی ہے۔ اور فارغ ہونے کے بعد ایسے لوگ ساٹھ یا پینسٹھ سال کی عمر تک اچھا کام کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان پر کام کا وہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔ جو نوجوانوں پر ڈالا جاتا ہے۔

خان صاحب فرزند علی صاحب ستر سال کی عمر تک بہت ہی عمدہ کام کرتے رہے ہیں۔ اور اب فالج کی وجہ سے لاچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت بخشے اور پھر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پس ایسے ریٹائرڈ شدہ آدمیوں سے کام لینے کے لئے یہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ دماغ ان کا ہو۔ اور بھاگ دوڑ کے لئے ان کو کچھ نوجوان دے دیئے جائیں۔ کیونکہ بوڑھے آدمی اس طرح بھاگ دوڑ نہیں کر سکتے۔ جس طرح نوجوان بھاگ دوڑ کر سکتے ہیں۔ اور ایسے آدمیوں کے ساتھ کام کرتے کرتے آہستہ آہستہ نوجوان بھی کام سیکھ جائیں گے اور وہ اس قابل ہو جائیں گے۔ کہ ان کے سپرد زیادہ اہم کام کر دیئے جائیں۔ اس کے علاوہ ابھی ہمیں کچھ ایسے گریجوایٹوں کی ضرورت ہے۔ جن میں سے بعض کو تبلیغ کے لئے باہر بھیج سکیں۔ اور بعض کو ٹرینڈ کر کے تحریک کے مرکز میں لگایا جائے۔ اس کے بعد میں

تحریک جدید کے چندوں

کی طرف دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میں نے متواتر بتایا ہے۔ کہ ہمارا تحریک جدید کا بجٹ ساڑھے تین لاکھ کے قریب ہے۔ یعنی اخراجات کا بجٹ آمد سے تیس پینتیس فیصدی زیادہ ہے۔ تحریک جدید کی آمد کے وعدے ۲ لاکھ چھیاسٹھ ہزار کے ہیں۔ اور خرچ تین چار لاکھ کے درمیان ہے اگر تحریک جدید اسی طرح خرچ کرتی جائے۔ اور جماعت کوشش نہ کرے۔ تو اگلے سال

ڈیڑھ لاکھ کا قرضہ

تحریک جدید کے ذمہ ہو جائیگا۔ اور ۲ ۳ سال کے بعد تحریک کے کام بند کرنے پڑیں گے۔ اور تمام مبلغین کو واپس بلانا پڑیگا۔ میں نے اس نقصان کے ازالہ کے لئے دفتر دوم جاری کیا تھا۔ کہ دفتر دوم والے نو سال میں ایک ریزرو فنڈ قائم کریں۔ جو آئندہ تحریک کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کا موجب ہو۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ میری اس سکیم کی طرف جماعت نے

بہت کم توجہ

دی ہے۔ اور دفتر دوم کے چندوں میں تو مجھے قربانی کی بہت کم روح دکھائی دیتی ہے۔ دفتر اول والوں میں سے بھی گو سب کے سب ایسے نہیں۔ کہ جن کی قربانیاں درحقیقت قربانی کہلانے کی مستحق ہوں۔ لیکن ان میں سے اکثر کی قربانیاں شاندار ہیں۔ اور بعض کی قربانیاں تو

دنیا کی بہترین قوموں کے سامنے بطور مثال

پیش کی جا سکتی ہیں۔ اور بعض کی قربانیاں صحابہ کی قربانیوں سے کم نہیں۔ عام لوگوں کو صرف رقم نظر آتی ہے۔ اور وہ جذبہ نظر نہیں آتا۔ جس کے ماتحت انہوں نے قربانی کی۔ دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ ان کی آمد کتنی ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں۔ کہ ان کی ماہوار آمد بیس روپے ہے۔ اور سال کی آمد دو سو چالیس روپے بنتی ہے۔ اس میں سے انہوں نے ساٹھ روپے تحریک جدید کا چندہ دیا۔ اور انجمن کے چندے اور باقی ہنگامی چندے اس کے علاوہ ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ وہ بیوی بچوں والے ہیں۔ بچوں کی تعلیم اور ان کی بیماری وغیرہ کا خرچ بھی ان کو کرنا ہوتا ہے۔ کیا یہ چھوٹی قربانی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قربانی کو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ اشارہ پر حضرت ابوبکرؓ اپنا سارا مال اور حضرت عمرؓ اپنا آدھا مال لے آئے۔ جہاں تک چندہ کا سوال ہے۔

اس قسم کی کئی مثالیں

ہمارے تحریک جدید کے دورِ اول میں بھی ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ دوسرے اعمال میں بھی ہماری جماعت کو ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اس سے پہلے میں نے ایک خطبہ تحریک جدید کی ضروریات کے متعلق پڑھا تھا۔ اس خطبہ کو پڑھ کر گجرات کے ایک دوست نے مجھے لکھا۔ کہ میرے پاس کل سرمایہ پانچ سو روپیہ ہے۔ لیکن چونکہ دین کی ضرورت مقدم ہے۔ اس لئے میں اس پانچ سو میں سے تین سو روپیہ اشاعت اسلام کے لئے دیتا ہوں۔ بے شک ہماری جماعت میں بیسیوں افراد ایسے ہیں۔ جنہوں نے تحریک جدید میں پانچ سو سے ہزار تک چندہ دیا اور بیسیوں ایسے ہیں جنہوں نے ہزار سے دو ہزار تک چندہ دیا۔ اور سینکڑوں ایسے ہیں جنہوں نے سو یا پچاس یا پچیس تک چندہ دیا ہے۔ لیکن جنہوں نے چار سو یا پانچ سو چندہ دیا ہے۔ وہ ایسے ہیں کہ ان کی سالانہ آمد آٹھ دس ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ جنہوں نے ہزار دو ہزار چندہ دیا ہے وہ عام طور پر ایسے ہیں کہ انکی سالانہ آمد ستر ہزار یا اسی ہزار ہے۔ ان کی قربانی اور اس شخص کی قربانی برابر نہیں ہو سکتی۔ جس نے پانچ سو راس المال میں سے تین سو خدا کی راہ میں دے دیا۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ دور اول میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ ہماری اولادوں اور ہمارے نوجوانوں نے

دفتر دوم کی اہمیت

کو نہیں سمجھا۔ اور انہوں نے اپنے آباء کے دوش بدوش چلنے کی کوشش نہیں کی۔ یہ بات یاد رکھو کہ دنیا میں وہی قوم عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

اور وہی قوم اپنی زندگی کو دیرپا بنا سکتی ہے
جس کی آنے والی نسلیں اپنے آباؤ اجداد
سے زیادہ قربانی کرنے والی ہوں

یورپ کی ترقی کا تمام راز

اسی میں مضمر ہے کہ ان کی ہر آنے والی
نسل اپنے باپ دادوں سے بڑھنے کی
کوشش کرتی ہے اور مسلمانوں کے تنزل
کی وجہ یہی ہے کہ آنے والی نسلیں اپنے
باپ دادوں کے وقار کو قائم نہ رکھ سکیں
اس لئے ان کی ترقی باوجود صحیح راستہ
پر ہونے کے رک گئی۔ اور عیسائیت باوجود
شرک کے بدنما داغ کے ترقی کرتی چلی
گئی اگر مسلمانوں کی آنیوالی نسلیں اپنے باپ
دادوں سے زیادہ قربانی کرتیں۔ تو آج
اسلام عیسائیت پر ہر طرح غالب ہوتا
اور عیسائیت کا نام و نشان بھی نہ ملتا کیونکہ
عیسائیت پر شرک کا بدنما داغ ہے۔ لیکن
اسلام اس بدنما داغ سے کلی طور پر پاک ہے
اسلام اپنے اندر توحید کی وہ خوبصورتی
رکھتا ہے جو دوسرے مذاہب میں نہیں
پائی جاتی۔ مگر ضرورت اس بات کی تھی
کہ اولادیں

اپنے باپ دادوں سے زیادہ قربانی

کرتیں۔ آج تحریک جدید کو جاری ہوئے
گیارہ سال گزر چکے ہیں۔ اور اس عرصہ
میں ہماری کئی اولادیں جوان ہو گئی ہیں
تحریک جدید کے اجرا کے وقت جو
بچے دس سال کے تھے اب وہ اکیس سال کے
ہو گئے ہیں۔ اور اکیس سال کے نوجوان
اکثر کمانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔
کیا گیارہ سال کے بعد بھی ہماری جماعت
میں سے پانچ ہزار نوجوان ایسے نہیں
نکل سکتے جو پہلی پانچ ہزاری فوج کی
جگہ لے سکیں۔ میں سمجھتا ہوں تعلیم کی
زیادتی اور جماعتی تنظیم کی وجہ سے ہماری
جماعت کی مالی حالت پہلے کی نسبت
بہت اچھی ہے۔ اور باپوں سے بیٹوں کی
آمد بہت زیادہ ہے۔ میرے نزدیک
سو میں سے نوّے افراد ایسے ہیں
کہ جن کی آمد اپنے باپوں سے زیادہ ہے
جماعتی تنظیم کی وجہ سے جماعت کے
افراد خود بخود ترقی کر رہے ہیں۔ اور یہ
چیز ہر ایک کو محسوس نہیں ہوتی۔

جب یہ بات درست ہے کہ ہماری اولادیں
اپنے باپ دادوں سے مالی حالت
اچھی رکھتی ہیں تو پھر کتنے افسوس
کی بات ہے کہ دفتر دوم میں اس سال
کل اٹھتر ہزار کے وعدے آئے ہیں۔
جہاں

تین چار لاکھ روپیہ سالانہ خرچ

ہو وہاں اٹھتر ہزار کا ریزرو فنڈ کیا
کر سکتا ہے۔ فرض کرو ہمارا اس سال
کا خرچ چار لاکھ ہے۔ اور ہماری آمد
دو لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔ تو ایک لاکھ
چالیس ہزار روپیہ ہمیں اس سال اور
بڑھانا پڑے گا۔ اگر ہم دفتر دوم کی آمد
جو کہ اٹھتر ہزار ہے وہ بھی خرچ کر لیں
تب بھی ساٹھ ستر ہزار کے قریب ہم پر
قرض رہ جاتا ہے۔ لیکن اگر ہم نے

اگلے دور کے لئے ریزرو فنڈ

قائم کرنا ہے۔ تو ہم پر لازم آتا ہے
کہ ہم دفتر دوم کو اس قدر مضبوط کر دیں
کہ اس سے یہ کمی بھی پوری ہوتی رہے
اور کمی کو پورا کرنے کے بعد اس قدر
روپیہ بچ جائے کہ جس سے ہم
تحریک جدید کے دوسرے دور کے لئے بھی
ایک مضبوط ریزرو فنڈ قائم کر لیں۔ اس کی
یہی صورت ہے کہ دفتر دوم میں حصہ
لینے والوں کی تعداد کو بڑھایا جائے۔
اور یہ بات نوجوانوں کے ذہن نشین
کرائی جائے کہ اس بوجھ کو اٹھانا اب
ان کا فرض ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا
کہ دفتر اول والوں کو بھی یہ کوشش
کرنی چاہیئے کہ وہ دفتر دوم کے لئے
اپنا ایک ایک قائم مقام پیدا کریں۔
لیکن جن لوگوں نے ایسا کیا ہے۔ انہوں
نے عام طور پر پانچ پانچ روپے وعدہ
کرنے والے لوگ پیش کئے ہیں جس
کا مطلب یہ ہے کہ اگر پانچ ہزار افراد
اس میں حصہ لیں۔ تو کل پچیس ہزار روپیہ
کی آمد ہو سکتی ہے۔ اور اگر وہ دس
روپے کا وعدہ کرنے والے ہوں تو
پچاس ہزار کی آمد ہو سکتی ہے۔ اور
اگر بیس روپے کا وعدہ کرنے والے
ہوں تو ایک لاکھ کی آمد ہو سکتی ہے
حالانکہ تمام کے تمام وعدے وصول

نہیں ہو جاتے۔ پس کچھ افراد ایسے
ہونے چاہئیں جو ہزار یا پانچ سو
روپے سال میں چندہ دیں۔ کچھ ایسے ہوں
جو سو یا ڈیڑھ سو چندہ دیں۔ کچھ ایسے
ہوں جو پچاس یا چالیس چندہ دیں
اور ان سب کی اوسط ستر روپے فی کس
ہو جائے اور

پانچ ہزار افراد

دفتر دوم میں حصہ لینے والے ہوں تو
سالانہ چندہ کی رقم ساڑھے تین لاکھ
ہو سکتی ہے۔

دفتر اول والوں میں سے ہر شخص
یہ خواہش رکھتا ہے کہ اس کی جسمانی اولاد
ہو جو اس کی وارث ہو۔ تو دین کے متعلق اس
کے دل میں کیوں تڑپ پیدا نہ ہو کہ
اس کا

روحانی قائم مقام

ہو۔ اور کیا وہ یہی پسند کریں گے کہ
ان کے قائم مقام اسی قدر قربانی کرنے
والے ہوں جو صرف پانچ روپے دے کر
جان بچا لیں۔ ان کو ایسے قائم مقام
پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو
انیس سال کے لئے اپنے اموال صرف
کریں اور

قربانی کا اعلیٰ نمونہ

پیش کریں۔ اس کے علاوہ بعض لوگ ایسے
ہیں جنہوں نے باوجود مالدار ہونے کے
تحریک جدید میں حصہ نہیں لیا۔ ان کو
تحریک کی جائے کہ وہ تحریک جدید میں
حصہ لیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص کسی کو نیک کام
کی تحریک کرتا ہے۔ اور وہ شخص اس
کی تحریک پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ
اس تحریک والے کو بھی اسی قدر ثواب
دیتا ہے جتنا عمل کرنے والے کو بغیر اس
کے کہ عمل کرنے والے کے ثواب میں
کچھ کمی کرے پس

ہماری جماعت کے وہ مخلصین

جو خود توفیق نہ ہونے کی وجہ سے حصہ
نہیں لے سکتے وہ ایسے لوگوں کے
پاس جائیں جنہوں نے ابھی تک حصہ نہیں
لیا۔ حالانکہ وہ حصہ لے سکتے تھے۔
ان کو تحریک کریں کہ وہ تحریک جدید
میں حصہ لیں۔ اس سے زیادہ آسان
طریق ثواب حاصل کرنے کا کیا ہو سکتا
ہے کہ وہ دوسروں کو تحریک جدید کا
حصہ دار بنا کر خود بھی اتنے ہی ثواب
کے مستحق ہو جائیں۔ پس دوستوں کو
چاہیئے کہ وہ تجسس کر کے پولیس کے
سپاہیوں کی طرح ایسے لوگوں کو
تلاش کریں۔ جنہوں نے باوجود مالدار ہونے
کے تحریک جدید میں حصہ نہیں لیا۔
اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ خدا کے
حضور اسی طرح

ثواب کے مورد

بنیں گے۔ جس طرح تحریک جدید میں
حصہ لینے والے۔ اور جن دوستوں کو
اللہ تعالےٰ نے یہ توفیق دی ہے کہ وہ
تحریک جدید میں حصہ لیں۔ ان کو یہ کوشش
کرنی چاہیئے کہ وہ ایک ایسی جماعت
اپنی جگہ کھڑی کریں جو اس کام کو مزید
انیس ۱۹ سال تک چلاتی جائے۔ اگر ہر نسل
میں یہ احساس پیدا ہو جائے اور
وہ کوشش کرے کہ اپنی جگہ ایک ایسی جماعت
قائم کر جائے جو اس تحریک کو انیس
سال تک چلاتی چلی جائے۔ اور قربانیوں
سے کسی رنگ میں دریغ نہ کرے۔ تو تم
سمجھ لو کہ یہ تحریک قیامت تک جاری
رہے گی۔ اور اللہ تعالےٰ تمہیں اس
کے ذریعہ

ایسی قوت اور طاقت

عطا کرے گا کہ دنیا کا تم کو تباہ کرنا
تو الگ رہا۔ تمہارے مقابل پر کھڑا
ہونا بھی اس کے لئے ناممکن ہو جائیگا۔

ایک ضروری تشریح

(از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جو خط
۷ اگست کے الفضل میں ڈاکٹر رشید الدین صاحب
رضی اللہ عنہ کے نام کا چھپا ہے۔ اس میں خاکسار کا
نام بھی ہے۔ یہ خط حضور نے قادیان سے ڈاکٹر صاحب
موصوف کے نام چکراتہ ضلع سہارنپور کے پتہ پر
لکھا تھا۔ جہاں اگست ۹۷ء میں خواجہ صاحب۔
مولوی محمد علی صاحب اور یہ خاکسار گرمیوں کی
تعطیلات گذارنے اور اپنے اپنے امتحانات کی
تیاری کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے اور حضرت
ڈاکٹر صاحب کے مہمان تھے جو ان دنوں وہاں متعین تھے

وصیتیں

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

۹۱۹۰ منکہ سکندر خان ولد شیر محمد صاحب قوم جٹ باجوہ پیشہ کاشتکاری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن ککھانوالی ڈاکخانہ بھلیرہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲-۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ ۳½ گھماؤں چاہی و بارانی اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا میرے مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرا گذارہ اس وقت کاشتکاری پر ہے۔ جب تک میں اس زمین کا ہبہ یا رجسٹری نہ کراؤں۔ تو اس وقت تک ۱/۱۰ حصہ کی آمد دیتا رہوں گا۔ العبد: سکندر خان موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد: علی محمد اصحابی موصی ککھانوالی۔ گواہ شد برکت اللہ ککھانوالی

۹۳۱۸ منکہ چوہدری غلام رسول ولد چوہدری خوشی محمد صاحب قوم جٹ باجوہ پیشہ زمینداری عمر ۴۸ سال پیدائشی احمدی ساکن داتہ زید کا ڈاکخانہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲-۸-۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں صرف اس وقت میری سالانہ آمدنی ۱۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: غلام رسول موصی داتہ زید کا گواہ شد: منشی نصر اللہ خان گواہ شد: خورشید احمد انسپکٹر وصایا

۹۴۲۵ منکہ سید سردار علی شاہ ولد سید چراغ شاہ صاحب قوم سید پیشہ واقف زندگی عمر ۴۶ سال بیعت ۱۹۲۳ء ساکن کٹھالہ میاں مٹھا ڈاکخانہ تلونڈی راماں ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲-۶-۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائیداد کوئی نہیں ہے۔ میرا گذارہ ماہوار الاؤنس پر ہے جو مجھے صدر انجمن کی طرف سے بطور وقف زندگی مبلغ ۳۵ روپے ماہوار ملتے ہیں۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے پر ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد: سید سردار علی شاہ موصی واقف زندگی دیہاتی مبلغ قادیان گواہ شد: محمود احمد موصی دیہاتی مبلغ۔ گواہ شد علی محمد اصحابی موصی

۹۴۵۷ منکہ چوہدری عبد الحمید ولد چوہدری فضل دین صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال بیعت ۱۹۲۴ء ساکن کڑیال ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰-۶-۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرے ذاتی قبضہ میں کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرے والد صاحب زندہ ہیں مجھے بالاتی طور پر معلوم ہوا ہے کہ کچھ جائداد انہوں نے میرے نام اپنے روپیہ سے خریدی ہوئی ہے مگر یہ جائیداد بھی ان کے قبضہ میں ہے۔ اور وہی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور ایسی جائیداد کی تفصیل کا بھی مجھے علم نہیں ہے۔ بہر حال میری وفات پر جو بھی میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) میرا گذارہ اس وقت ماہوار تنخواہ پر ہے جو ۵-/۱۰۷ روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور جب تک زندہ رہوں گا۔ انشاء اللہ یہ حصہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ (۳) علاوہ تنخواہ مندرجہ ضمن نمبر ۲ مجھے آج کل مبلغ یکصد چوبیس روپے عارضی الاؤنس موجودہ گرانی کے پیش نظر ماہوار ملتا ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی جب تک یہ الاؤنس ملتا رہے گا۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ آئندہ آمدن میں جو تبدیلی ہوگی۔ اس پر بھی یہ وصیت ۱/۱۰ والی حاوی ہوگی۔ العبد: عبد الحمید ایگزیکٹو انجنیئر پی۔ ڈبلیو ڈی بہاولپور روڈ لاہور گواہ شد: اسد اللہ خان بیرسٹر ایٹ لاء لاہور گواہ شد: محمد انور حسین وکیل حال بازار امرتسر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

ادویہ گو اپنی ذات میں اثر ضرور رکھتی ہیں۔ لیکن وہی جب رسیدہ انسانوں کے روحانی اثر سے بہت زیادہ نافع بن جاتی ہیں۔ بلکہ دیکھا گیا ہے۔ کہ ایسے با خدا انسانوں کے ہاتھوں میں خاک بھی کیمیا کا حکم رکھتی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق کسی نے کہا کہ

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو کون نہیں جانتا آپ ان باکمال شخصیتوں میں سے تھے۔ جنہیں نادر گیتی شاذ ہی پیدا کرتی ہے۔ علم طب کو بجا طور پر فخر ہے کہ اسے اس پایہ کے طبیب نے نوازا۔ اور یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ جہاں آپ جسمانی طبابت میں یکتا تھے۔ وہاں روحانی طبیب ہونے کے لحاظ سے بھی آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ اٹھرا کی بیماری کا نسخہ آپ نے خاص الٰہی تصرف کے ماتحت رقم فرمایا۔ چنانچہ ہم نے اس کے فوائد اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کئے اس کا استعمال ہر طبیعت کے لئے مفید ثابت ہوا۔ ہم نے حضور کا نسخہ "اکسیر اٹھرا" کے نام سے تیار کیا ہے۔ جن مستورات کو اولاد نہ ہوتی ہو۔ یا اسقاط کے مرض میں مبتلا ہوں۔ یا جن کے بچے بچپن میں آغوش مادر سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ان کے لئے "اکسیر اٹھرا" لاثانی دوا ہے۔ یہ گولیاں محنت کے ساتھ اور عمدہ خالص اجزاء سے تیار کی جاتی ہیں۔ ان میں ایرانی زعفران درجہ اول اور مشک تاتار درجہ اول ڈالا جاتا ہے۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اسطرح کے اعلےٰ اور عمدہ اجزاء سے تیار شدہ گولیاں اتنی ارزاں قیمت پر ہرگز کہیں سے نہیں ملیں گی۔ دنیا میں اولاد بڑی نعمت ہے۔ جو لوگ اس سے محروم ہیں انہیں اس دوائی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے قیمت مکمل کورس بیس روپے

ملنے کا پتہ } **طبیہ عجائب گھر رجسٹرڈ قادیان** دارالامان

۹۵۷۲ منکہ امتہ المجید زوجہ محمد حیات خان صاحب قوم چغتائی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵-۶-۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد مبلغ دو ہزار روپیہ مہر بذمہ خاوند ہے اور زیورات طلائی ۸½ تولے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور زیور کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ ماہوار قسط کے ذریعہ ادا کر دونگی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ مہر ملنے پر اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کر دوں گی۔ میرے مرنے کے بعد جسقدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ: امتہ المجید بنت مولوی فضل الٰہی دار البرکات۔ گواہ شد فضل الٰہی والد موصیہ گواہ شد: عطاء الرحمن چغتائی

مولوی فاضل جامعہ برادر موصیہ

۹۵۲۰ منکہ بیگم بی بی زوجہ سید حامد شاہ صاحب قوم سید عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار الرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸-۶-۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جسقدر جائیداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ اس میں سے مبلغ -/۸۰۰ روپے بصورت زیور اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں اور باقی دو صد روپیہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ الامتہ: بیگم بی بی موصیہ۔ گواہ شد: سید حامد شاہ خاوند موصیہ گواہ شد: حکیم محمد فیروز الدین انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد: شیخ اللہ بخش پنشنر دار الرحمت

۸۰۳۹ منکہ راجن بی بی زوجہ مستری محمد دین قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال

تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن ڈھیریانوالہ ڈاکخانہ داؤد ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۲/۲۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جس کے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نقد مبلغ /۱۰ روپیہ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ اگر آئندہ ہوئی تو میں اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ نیز میرے متروکہ کے ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: نشان انگوٹھا رحمن بی بی گواہ شد: علی محمد انسپکٹر وصایا گواہ شد: عبدالکریم۔ گواہ شد: حسن دین نشان انگوٹھا۔

۹۵۷۰ منکہ امیر بیگم زوجہ حکیم فضل حق صاحب قوم ککے زئی عمر ۷۵ سال بیعت ۱۹۲۱ء ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵/۶/۲۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ جائیداد میں کچھ جائداد مشترکہ و متنازعہ ہے) کی کل قیمت تقریباً نوہزار روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

تفصیل جائداد حسب ذیل ہے۔

حق مہر /-۳۲ روپے شرعی۔ ایک مکان واقع محلہ سنمیاں قیمتی /۸۰۰ روپے ایک مکان واقعہ کٹڑہ بگھیاں امرتسر قیمتی /-۱۰۰۰ روپے۔ میری کچھ زمین واقعہ کچی ونڈ و بٹالہ اور مکانات واقعہ امرتسر و بٹالہ مشترکہ ہیں مگر ان کی آمد میرے رشتہ دار ہی لیتے ہیں۔ مجھے اسکی تفصیل کا علم نہیں ہے اپنے حصہ کی اندازاً قیمت ۶۶۶۸ سمجھتی ہوں اس لئے کل /۹۰۰۰ کی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت لکھدی ہے میرے ورثاء اس وصیت کی ادائیگی کے پابند ہونگے۔ العبد: امیر بیگم موصیہ گواہ شد: فضل حق حکیم خاوند موصیہ گواہ شد: عبدالجلیل عشرت موصی

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

انقرہ ۵ اگست۔ ترکی پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہو گیا ہے۔ پہلی نشست میں صدر کا انتخاب ہوا۔ اور جنرل عصمت انونو کثرت آراء سے تیسری مرتبہ صدر منتخب ہو گئے۔ حزب مخالف نے مارشل فوزی چقماق کو ووٹ دئیے۔

لاہور ۶ اگست پنجاب ایڈیشنل پولیس کے ایک افسر نے ماتحت سپاہیوں کو داڑھی منڈوانے کا حکم دے دیا ہے۔ جس کی وجہ سے بعض مسلمان سپاہیوں میں شدید ناراضگی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

لاہور ۶ اگست کو محکمہ ڈاک کی ہڑتال ختم ہو گئی ہے۔ لیکن جنرل پوسٹ آفس میں تیس لاکھ کے قریب ایسی چٹھیاں پڑی ہیں جو ہڑتال کے ایام میں تقسیم نہیں ہو سکیں۔

بیت المقدس ۶ اگست فلسطینی عربوں کا ایک وفد عنقریب ہندوستان آ رہا ہے۔ یہ وفد مسٹر جناح اور دیگر مسلمان لیڈروں سے ملاقات کرے گا۔ اور آل انڈیا مسلم لیگ کی تائید اور حمایت حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

امرتسر ۶ اگست۔ دریائے راوی اور بیاس میں طغیانی کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے اس کا اب تک صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ فصلوں سڑکوں اور پلوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ اجنالہ تحصیل کے اکثر دیہات خاص طور پر طغیانی کی زد میں آئے ہیں۔

لکھنؤ ۶ اگست صوبجات متحدہ میں زمینداری کی تنسیخ کے متعلق کانگرسی وزارت نے جو بل پاس کیا ہے صوبہ آگرہ کے پانچ سو بڑے زمینداروں نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر اس بل کو نافذ کیا گیا تو سخت خانہ جنگی اور خونریزی شروع ہو جائے گی۔

لاہور ۶ اگست۔ حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ ۷۵ لاکھ روپیہ سے میکلیگن کالج انجینئرنگ مغلپورہ میں توسیع کی جائے۔ ۶۲ طلباء کو صنعت و حرفت کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے غیر ممالک میں روانہ کیا جا رہا ہے۔

نئی دہلی ۔ ۷ اگست سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ آل انڈیا پوسٹ مین اینڈ لوئر گریڈ سٹاف یونین کے جنرل سیکرٹری کی طرف سے ہڑتال ختم کر دینے کے اعلان کے بعد بھی جن ملازمین نے ہڑتال جاری رکھی تھی ان میں سے اکثر اب کام پر آ گئے ہیں۔ کلکتہ کے ہڑتالیوں کی کونسل آف ایکشن نے آج ہڑتال ختم کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

بمبئی میں محکمہ تار کے ملازمین کی ہڑتال بھی ختم ہو گئی ہے۔ دو ہزار سو آدمی واپس کام پر آ گئے ہیں۔

واردھا ۷ اگست۔ کل کانگرس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ آج پنڈت نہرو کانگرس کے جنرل سیکرٹری کے ہمراہ یہاں پہنچ جائیں گے۔

الہ آباد ۷ اگست۔ امپیریل بینک آف انڈیا کے ملازمین کی ہڑتال کمیٹی کے دو رکن مختلف مقامات کا دورہ کرنے کے بعد آج پنڈت نہرو سے ملے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پنڈت نہرو نے چند اہم تجاویز ہڑتال کمیٹی میں پیش کرنے کے لئے نہیں بتائی ہیں۔

کراچی ۷ اگست خوراک کے متعلق مشاورتی کمیٹی نے حکومت سندھ سے سفارش کی ہے کہ اجناس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے سلسلے میں اس وقت جو پابندیاں عاید ہیں انہیں فوراً اٹھا لیا جائے۔

نئی دہلی ۷ اگست۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ اس وقت تک ۶۹۰ اصحاب بذریعہ ہوائی جہاز حج کرنے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔

پیرس ۷ اگست۔ امن کانفرنس کے قواعد وضع کرنے والی کمیٹی نے برطانوی حکومت کی یہ تجویز منظور کر لی ہے کہ کانفرنس میں دو قسم کی سفارشات پیش کی جا سکتی ہیں۔ ایک وہ جنہیں منظور کرنے کے لئے نمائندگان کی دو تہائی تعداد ضروری ہو گی۔ اور دوسری وہ جن کے لئے معمولی اکثریت کی طرف سے منظوری کافی ہو گی۔ اس تجویز کے حق میں ۱۵ اور خلاف ۶ آراء تھیں۔

نئی دہلی ۷ اگست بنگال اور سرحد کے گورنر وائسرائے ہند سے مشورہ کرنے کے لئے دہلی پہنچ گئے ہیں۔ سندھ اور یو۔پی کے گورنر آج شام پہنچ جائیں گے۔ اور گورنر پنجاب کل صبح آ رہے ہیں۔

دہلی ۷ اگست۔ محکمہ ڈاک و تار کے ہڑتالیوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں انہوں نے ہڑتال ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ جلسے کے بعد وہ جلوس کی صورت میں جنرل پوسٹ آفس گئے۔ اور اپنے اپنے فرائض سر انجام دینے شروع کر دئیے۔

کرنال ۷ اگست۔ ایک ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے گورنر پنجاب نے کہا آجکل ہمیں صوبہ میں بہت سی مشکلات کا سامنا ہے گو ہم قیام امن کے لئے پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن بہت سے لوگ فرقہ وارانہ معاملات میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ صوبہ کی ہر قسم کی ترقی اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ ہمیں سیاسی امن و امان کا یقین ہو۔

واردھا ۷ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں شمولیت کے لئے آل انڈیا اچھوت ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر جگ جیون رام کو خاص طور پر دعوت دی گئی ہے۔

الہ آباد ۷ اگست۔ ایک عرصے سے فرقہ وارانہ کشیدگی کی وجہ سے شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی۔ اب اسے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے واپس لے لیا ہے۔